فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ و من یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ

یہ بیشتر اسلام کا گنجینہ ہے | یا بام حقیقت کا یہ یک زینہ ہے
ہر یک کو نظر آئیگی اصلی صورت | اسکندر معنی کا یہ آئینہ ہے

قوم کی پستی ہمت اسلاف کی بخشش و عنایت۔ اسلام کی خطرناک حالت۔ دیگر اقوام کی جاہ و رفعت۔ علم کی ضرورت۔ اعتراض جنیدہ اور جنید کی حقیقت پر ایک مختصر ریویو المسمی

آئینہ وطن

معہ شکریۂ عنایت بطرف نیابت انجمن مفید اسلام دھاراپور حسب الارشاد جلالت مآب ہدایت انتساب مشفقی و مکرمی جناب سید شاہ عبد اللطیف صاحب شطاری دام برکاتہٗ جاگیردار کلپا الیم بلیس اور

عام فہم اردو میں مرقوم ہوا

مطبوعۂ مطبع نافع الاسلام وی ڈی ترملکھیڑی مدراس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہر مرغِ چمن چمن پہ نازان — خامے کو ہے نازِ حمدِ سبحان
وہ مدح سرای خلقتِ خاک — یہہ حمد طرازِ خالقِ پاک
وان جوششِ خمارِ الفتِ گل — بیان نشئہ عشقِ باعثِ کل
گر ہووے جہان تو ہو جہان بان — کیا جسم ہے وہ نہ جس مین ہو جان
ہو چرخ تو چرخ پر ہون اختر — دریا مین صدف صدف مین گوہر
منہہ گر ہو تو منہہ مین نطق بہی ہو — ہو نطق تو مدحتِ نبیؐ ہو
جس نافہ مین بو نہین وہ کیا ہے — گر مشکِ ختن کہین خطا ہے
خنجر کے لئے ہے شرط جوہر — جوہر ہی نہین تو کیا ہے خنجر
بلبل ہے وہ کب نہ نغمہ خوان ہو — گو نام ہزار داستان ہو
انسان ہے وہ جس مین ہو مروت — جود و کرم و نوال و الفت
مطلق ہین ۔ اگر نہ ہون یہ اخلاق — ناطق کا عبث ہے ہم پہ اطلاق
فیاض اگر نہ ہمنفس ہین — گلزارِ جہان کے خار و خس ہین
گر بھائی نہ کھائے بھائی کا غم — ہرگز نہ وہ دام و دد سے ہے کم
اخوان ہین یہ جتنے ہین مسلمان — انصار ہین یک کے ایک اعوان

یکڈال کے سارے برگ و بر ہین
یک شاخ کے سب گل و ثمر ہین

غم کھائے ہر ایک دوسرے کا
کرتا رہے ہر گھڑی مین ایکا

گو سچی ہے ایک اصل مشہور
مغموم ہے کوئی کوئی مسرور

احباب مین ہے نفاق کیسا
اس وصل مین ہے فراق کیسا

مومن وہ ۔ کرے مدد جو دم سے
دام و درم و قدم قلم سے

زردار ہو مال و زر سے قربان
بے زر کرے سعی حتی الامکان

بگڑے ہین جو کام اونہین بنائین
دارین مین اون سے حظ اٹھائین

جس کام سے قوم کو ہو آرام
کیون اوسکو نہ دیجیے سرانجام

مشکل ہوی کونسی نہ آسان
ہین مرد وہ جو نہ ہون ہراسان

فرہاد نے بیستون نہ پھوڑا؟
خسرو نے طلسم در نہ توڑا؟

رستم نے کیا نہ ہفت خوان طے
دیوون پہ نہ پائی فتح کیا کے

ہر ایک کی حل ہوی ہے مشکل
ہر ایک کی طے ہوی ہے منزل

ہر کام بنے بشرطِ امداد
کچھ ہے نہ فرشتہ آدمی زاد

معدوم ہے ہم مین بھائی چارہ
جو قوم کے درد کا ہے چارہ

غربت کے مرض کی کیا دوا ہے
گر وہ نہ ہو پھر یہ لا دوا ہے

اسلاف نہ اتفاق کرتے
اس قوم کے جیتھڑے بکھرتے

تھے قوم کے جان نثار اصحاب
تھے قوم کے غمگسار اصحاب

غزوے کئے آفتین اٹھائین صدمے سہے مشکلین مٹائین
فرزند و زن و وطن کو چھوڑا پر دادو ستد سے منہ نہ موڑا
ہر حال مین قوم پر فدا تھے خواہانِ رضائے کبریا تھے
دس بیس کی جا ہزار بخشا بیدام کو بیشمار بخشا
چاہی تھی جو چیز جسنے پائی منہہ مانگی جو تھی دعا برائی
یکنے کیا دین پہ سر کو قربان یکنے کیا سیم و زر کو قربان
دنیا کو وہان نہ کوئی وقعت تھا دین پہ مدارِ جاہ و رفعت
کیا مین اور کیا ہے وصفِ حضرات چھوٹا منہہ اور ہے بڑی بات
کس درجہ تھی بخششِ شہِ دین ناکام گیا نہ در سے مسکین
گو فاقہ پہ فاقہ روز و شب تھا مایوس امیدوار کب تھا
لاکھون کئے درہم اور دینار امت پہ نثار شاہِ ابرار
خود کھاتے نہ تھے کھلاتے تھے وہ آرام اسی مین پاتے تھے وہ
کفار بھی تھے رہینِ اکرام جز داد و دہش نہ تھا کوئی کام
تھے دشمن و دوست شہ کے ممنون یان خلق کے سر پہ خلق کا خون
ہم امتِ شاہِ دین کہانا دلجوئی سے اپنی جان چرانا
دعوئی نہ دروغ ہے تو کیا ہے اسلام ہمارا نام کا ہے
ہے آج کوئی نہ یار و یاور بیکس ہے یہ امتِ پیمبر

ہیہات نہ ہاتھ دینے والا | صد حیف نہ ساتھ دینے والا

گرداب مین گھر گیا ہے لچکا | ہے پاس نہ ناخدا نہ نیّا

افلاس کی بدلی چھا رہی ہے | اِدبار کی آندھی آ رہی ہے

عسرت کا چڑھا ہوا ہے دریا | غفلت کا ہے ہر طرف اندھیرا

حرمان کے ہین چار سو دڑیڑے | خذلان کے ہزار ہا بکھیڑے

کس زور سے کوندہتی ہے بجلی | یک سمت سے نکتہ چینیونکی

ہے فتنۂ دہر برق انداز | ہے درپی رنج بختِ ناساز

گھر آتی ہین یاس کی گھٹائین | آلام کی سینکڑون بلائین

آفات کے دل کے دل ہین بادل | بیڑا نہ کوئی ہے پاس نے تھل

لاکھون ہین مصائب ایک بجرا | گر غرق نہ ہو تو کیا کریگا

اس ناؤ کا علم ناخدا ہے | گمرہ یہ وہ خضرِ رہنما ہے

گر اہلِ ہمم اٹھائین بیڑا | بیڑا ہو یہ پار ڈوبتونکا ؛

منزل پہ ہر ایک قافلا ہے | یہ راہِ خطر مین سو رہا ہے

پو پھٹ گیا اور دن چڑھ آیا | ابتک نہ یہ نیند سے ہے چونکا

پستی ہے یہان وہان بلندی | وہ ماہِ منیر اور یہ ماہی ؛

یہ شکلِ سہا وہ ماہِ انور | یہ شمعِ سحر وہ مہرِ محشر

وہ مہرِ تموزِ اوجِ اکرام ؛ | دل سوختہ یہ خورِ لبِ بام

وان علم کی روشنی کا جلوا ‌ ‌ یان جہل کا ہے وہی اندھیرا

ہشیار وہ ہے یہ خود فراموش ‌ ‌ بیدار وہ یہہ بخواب خرگوش

ہرگز نہ یہ اوسکے ہو مقابل ‌ ‌ جبتک نہ یہ علم مین ہو کامل

سوتے ہین بہت ہین شاذ بیدار ‌ ‌ یکدو ابھی ہو رہے ہین ہشیار

جگتا ہوا سوتے کو جگائے ‌ ‌ بینیا اندہے کو رہ بتائے

اوس نے نہ اسے اگر جگایا ‌ ‌ سوتے جگتے مین فرق ہے کیا

آمادہ جگانے کو ہین گر چار ‌ ‌ چالیس سلانے کو ہین تیار

ق

یہہ قوم ہے پھوٹ مین اگر عام ‌ ‌ ہین خاص دکن کے اہل اسلام

اس خاص مین بھی ہے عام کی بو ‌ ‌ خاصون مین ہین خاص یانکے دلجو

ہم مشرب و ہم خمار و ہم جام ‌ ‌ ہم بزم کو اپنے دہرتے ہین نام

کام انکا ہے صرف اشتعالک ‌ ‌ دیتے درِ شر یہ ہین یہ دستک

چھپتے کو بھڑون کے چھیڑتے ہین ‌ ‌ کہنہ نعشین اکھیڑتے ہین

کیا قوم کا ساتھ دیتے ہین یہہ ‌ ‌ کیا گرتون کو ہاتھ دیتے ہین یہہ

دو چار ہی تھے دو چار غم خوار ‌ ‌ پوشیدہ ہین اب ہزار غم خوار

کیون دین نبی مین دے نہ وسعت ‌ ‌ نادر ہے خدائی مین یہ خلقت

مچھلی کی ہے دم تو سانپ کا سر ‌ ‌ آدہے ہین بٹیر آدہے تیتر

مشرق مین کبھی لگائی آتش ‌ ‌ مغرب مین کبھی بجھائی آتش

صرف آگ نہین لگاتے ہین یہہ — پانیکے لیئے بھی جلتے ہین یہہ
یہہ لوگ ہین یادگار اسلام — کہئیے انہین غمگسار اسلام
چندے کو وہی قرار دین بہیک — موٹا نظر آئے جسکو باریک
تشبیہ زمین سے آسمان کی — نادانونکو دور کی ہے سوجھی
یہہ جہل کے درد کی دوا ہے — یہہ دیدۂ دل کا توتیا ہے
یہہ حصنِ حصینِ آرزو ہے ؛؛ — یہہ رکنِ رکینِ آبرو ہے ؛؛
یہہ بلبلِ باغِ بے خزان ہے — یہہ قمریِ سروِ عزّ و شان ہے
ہے کاخِ دول کا سنگِ بنیاد — ویرانے ہوے ہین اس سے آباد
یہہ غنچہ وہ جسکی بو ہے عزّت — یہہ بو وہ ہے یک جہانکو راحت
یہہ نخل وہ جسکا ہے ثمر علم — ثمرہ یہہ وہ جسکا ہے مزا حلم
گلشن یہہ وہ جسکا خندہ ہے گل — یہہ گل وہ کہ یک جہان ہے بلبل
یہہ درج وہ جسکا در ہنر ہے — یہہ در وہ کہ وجہہِ تاجِ زر ہے
مینا یہہ وہ جسکی جاہ ہے مل — یہہ مل وہ جلال جسکی قلقل
یہہ خضر وہ راہِ عزّت و شان — بتلا کے کرے رہینِ احسان ؛؛
یہہ چرخ وہ جو بوقتِ گردش — دیتا ہے مراد حسب خواہش
یہہ ہے وہ بہارِ باغِ اسلام — جھیلے نہ کبھی خزان کے آلام
یہہ شمع وہ جسکی روشنی سے — تاریکیِ جہل دور ہووے

یہہ ہے وہ سمندِ تیز رفتار — طے دم مین کرائے دشت ادبار

یہہ ابر وہ جس سے سبز ہونگے — اسلام کے لاکھون خشک پودہے

یہہ ناؤ وہ جس سے آپ اور ہم — کر لینگے عبور قلزم غم

ہر بحر کا مد و جزر معلوم — اس بحر مین مد ہے جزر معدوم

ہر باغ دو چار ہے خزان سے — منہہ پھیرے بہار کب یہان سے

وزرا نے بھی اسکا تھا دیا ساتھ — امرا نے بھی یان بٹائے تھے ہاتھ

مانگی تھی یہ بھیک جا کے گھر گھر — پردیس مین جج اور کلکٹر

اسلاف نے تھی یہ بھیک مانگی — اخلاف نے کی تو کیا خطا کی

اس بھیک کی انجمن ہین دونو — اسلامی ہو یا مشینری ہو

الزام ہے یکیہ یک بری ہے — کیا خوب یہ عدل گستری ہے

ہر دین مین بھیک ہے یہ جاری — موسٰی نہ مسیح اس سے عاری

لینا گو اسکا ننگ ہوتا — پس عرصہ علم تنگ ہوتا

گھر گھر ہو جاتی بہلبانی — نادانی ہوتی دو دانی ٹو

ہے اس سے رفاہِ قوم منظور — ناچیز ہے ورنہ سعیِ موفور

گر قوم کو قوم دے نہ امداد — کیون قوم ہو قید غم سے ازاد

ای کاش اسے سلطنت ہی کہتا — تشبیہ کسی قدر تھی بر جا

غم خوار ہین سلطنت کے ارکان — دیندار ہین مملکت کے اعیان

وزرا ہین کفیل یاور امرا — ہین طالبِ علم سارے پرجا
ہین محتسب اسکے جملہ ناظم — عامل ہین معین جیب عالم
حکام ہین حامیانِ اسلام — سلطان کا یہان کے دردِ دل ہم
جرات کو ہے عہدۂ علمدار — ہمت ہے یہان سپاہ سالار
ہین پنج حواس پنجباشی — بے ہوش ہین حاکمانِ رشتی
یان خازنِ سلطنت ہین منعم — مفلوک بجان و دل ہین خادم
چندہ جسے کہتے ہین سب اقوام — اقساط کا مملکت کی ہے نام
اس قسط نے رنجِ قوم تھامے — ہین دال سلف کے کارنامے
یہہ توسنِ فقر کا ہے ہمیز — بے زر کو کیا ہے اسنے زرریز
ناکس کو دیا ہے جاہ و اقبال — ہرکس ہوا اس سے فارغ البال
بے بال کو بال و پر ہین اس سے — پردار بھی اوج پر ہین اس سے
مفلس کو غنی غنی کو منعم — منعم کو کیا نعم پہ قایم
ذرہ کو کیا ہے رشکِ خورشید — خورشید کو اوجگیر جاوید
ہرپست کو دی ہے سربلندی — کمبخت کو دی ہے ارجمندی
نادان کی دہوئی روسیاہی — دانا کو کیا ہے رکنِ شاہی
سب فیض اس ذات پاک کا ہے — یان ورنہ خطر ہلاک کا ہے
کس منہ سے پھر اعتراضِ چندہ — آزاد ہے دام غم سے بندہ

انسان بھی عجیب ہے گزندہ
سب جلگئی رسّی ۔ بل ہے باقی
پہہ ضعف یہ سرکشی کا سامان
مومن اور شکوہ و شکایت
زیبا نہین ہمکو یادہ گوئی
محتاج کو زعم بے نیازی ؛؛
ہے کبر بلائی ناگہانی ؛؛
نخوت بھی عجب وبالِ جان ہے
رنگت مین رطب مزے مین حنظل
کب دوست ہین ۔ دشمنِ متین ہین
ہو جاتے ہین فتنہ کر کے انجان
آگاہ پتے سے ہین ہم انکے
کرتے ہین بجائی گرم جوشی
ہے راہ خدا مین جعلسازی
کچہ دوگے تو شکریہ کی جا ہے
گر خیر نہ ہو تو شر نہ کیجے
دانا اس دام سے رہا ہے ۔

گو قوم ہے مردہ فتنہ زندہ
طاقت گئی ۔ دستِ شَل ہے باقی
جو کھون مین ہے مبتلا خبث جان
ہوتا ہے ادا حقِ اخوت
مومن نہ کرے بجز نکوئی
کوتہ دہن اور زبان درازی
شداد کی یاد ہے کہانی ؟
فرعون کا خاتمہ عیان ہے
اس باغ کے کیا انوکھے ہین پہل
زنبور ہین ۔ کب یہ انگبین ہین
انسان مین ہے ستیز بہی جان
چورون کی ہین دارہیون مین تنکے
گندم کو دکہا کے جو فروشی
ریش بابا کے ساتہ ٹہٹہ بازی
نادار نہ دین تو شکوہ کیا ہے
شیطانی ۔ ہین گر بشر نہ کیجے
نادانکا نگاہبان خدا ہے

اچھا نہین بولنا کڑا بول ؎ قاضی کا پیادہ ہے بڑا بول

نا اہل کو پند کیا سنائین بوڑھے ہے طوطین کو کیا پڑھائین

ہے قوم پہ عمر بھر کا رونا ممکن نہین اختتام ہونا ؎

مطلب کا نہ طے ہوا ہے میدان اب اشہب کلک اودہر ہے جولان

دنیا ایک میہمان سرا ہے آیا نہ یہان سے جو گیا ہے

ہے شکل حباب زندگانی دم بھر ہے یہان کی میہمانی

خست سے جہان کے لااُبالی جاتے ہین یہان سے ہاتھ خالی

کرتے ہین وہ کام نیک فرجام باقی رہے جس سے حشر تک نام

ہے زال کہان کہان تہمتن سہراب کہان کہان ہے بیژن

حاتم ہے کہان کہان ہے کسرا کاؤس کہان کہان ہے کاوا

نادان ہین کہان کہان خردمند سب خاک کے ہو گئے ہین پیوند

گو سب نے لگائی لو عدم سے روشن ہوے نام مدح و ذم سے

کر لیتے ہین سالکان ہشیار توشے کو سفر کے آگے تیار

ہین قابل آفرین وہ ذیجاہ جو قوم کے ہین بدل بھی خواہ

یعنی انجمن مفید اسلام ہے مرہم زخم تیر آلام ؎

افلاس کے زہر کی ہے تریاق بیماری قوم اسکو ہے شاق

شرکا نہین انجمن کے اعوان ہین خانہ دین کے یہ ارکان

صد شکر اٹھایا ان نے بیڑا
بیڑا انکو نہین کڑی اوٹھائی
ہر وقت نہ خواب و خور کا تہا دہیان
تھی دہوپ مین دوڑ دہوپ ہر آن
ہمت نے کمر کو چست باندہا
اس دین کیلئے تھا جان پہ کھیلا
ڈوبی ہوی ناؤ کو کنارے
مدت سے گرہ کھلی نہ تھی یہہ
دیوار ہے کیا حصار جنت
یا کہئے بجا ہے لوح کافور
یک اوسکا حلب ہے آئینہ وار
دروازہ بنا در جنان رشک
یاجوج حسود سے نہین غم
ہے قوم کے سر پہ بار احسان
روشن ہے ہر اک پہ اونکی توصیف
حشمت مین ہین رو کش سکندر
اخلاق مین رشک ماہ تابان

تعمیر حصار مدرسہ کا
یک آفت جان بڑی اوٹھائی
تعمیر کا اسقدر تھا رجحان
سرعت کا ہر اک طرف تھا سامان
جرأت کا تھا اہتمام سارا
میدان پہ۔ گوہی وہ بنا تھا
لایا یہہ ناخدا ہی بارے
وا ناخن لطف سے ہوی یہہ
دیکھے سے ہے جان و دل کو راحت
یا کہئے بیاض دیدۂ حور
آئینہ بیان ہے نقش دیوار
دیوار بنی ہے کہکشان رشک
ہے سد سکندری سے محکم
ذرہ کو کیا ہے ہمسر تابان
محتاج بیان نہین ہے تعریف
ہمت کا دماغ آسمان پر
الطاف مین رشک بحر عمان

صورت مین بشر فرشتہ سیرت ۔ ہین شام و پگاہ محوِ طاعت
رفعت کا بیان اگر مین لکھون ۔ ہو جائے زمینِ شعر گردون
تحریر ہو ذکر گر کرم کا ۔ الفاظ گہر صدف ہو صفحا
کیون ابر کو کہئیے اونکا ثانی ۔ کچّے گھڑے بھر رہا ہے پانی
خجلت سے ہے آب آب دریا ۔ ہے روبرو یک حباب دریا
ہر ملک پہ ہے عام اونکا احسان ۔ ممنون ہین خاص اہلِ ایمان
وہ حامیِ دین نہین تو مین کون ۔ مفلس کے معین نہین تو مین کون
کہئیے اونہین مظہرِ عنایت ۔ کہئیے اونہین مصدرِ کرامت
یا قوم کے جان نثار کہئیے ۔ یا رحمتِ کردگار کہئیے
یا کوکبِ عزّ و جاہ کہئیے ۔ یا روکشِ مہر و ماہ کہئیے
یا کہئیے مہِ سپہرِ الطاف ۔ یا کہئیے ہمائے اوجِ اوصاف
یا رونقِ روزگار ہین وہ ۔ یا گلشنِ افتخار ہین وہ
یا چشمۂ فیضِ عام سمجھو ۔ یا لجّۂ احترام سمجھو
یا کہئیے بہارِ باغِ دولت ۔ یا کہئیے گلِ ریاضِ رفعت
دارائے زمان کہون بجا ہے ۔ یکتائے جہان کہون روا ہے
گر وصف مین عمر سب قضا ہو ۔ یکذرہ نہ مجھسے یہہ ادا ہو
آ جائیے نہ بیان یہ گفتگو مین ۔ دریا نہ سمائے یہہ سبو مین

ممدوح پہ اے مجیب دعوات | مبذول ہون بخشش و عنایات
تا حشر رہین قرین عشرت | کوسون رہے دور رنج و آفت
ہو پھوٹ کا نام آگے عنقا | قایم رہے اتفاق و ایکا
ہر نخل مراد بارور ہو | امید کے باغ مین ثمر ہو
شاداب ہو گلشن تمنا | ہو غنچۂ دل ہر ایک کا وا
مطلب کا نہال لہلہائے | مقصد کا شگوفہ ڈہڈہائے
دایم رہین خیریت سے خرسند | احباب شریک خویش و فرزند
جبتک ہو نملک فلک پہ خورشید | ہر رات ہو رتجگا ہو دن عید
ہو دولت و جاہ روز افزون | اور صحت و عافیت ہو مقرون
اقبال ہو یار بخت یاور | طالع کا ہو اوج گیر اختر
ہر حال مین ہو خدا مددگار | اور یار ہو لطف شاہ ابرار

دارین مین ہو نشاط آگین
فرحت کی یہ التجا ہو آمین

قطعہ تاریخ دیوار حصار مدرسۂ اسلامیہ ترچناپلی کہ از سعی بلیغ انجمن مذکور دھارالپور حسن انجام یافت

چون انجمن مفید اسلام | تعمیر حصار کرد للہ

بر ہمت عالیش زہی | مصروف ستایش اند تا ماہ
از لطف معاونان دین را | دارا د خدا العزت و جاہ

فرحت سن فرخش رقم زد
شد حصن حصین چہ جان و دلخواہ
۱۳ ۲۴

تنزل اسلام

گلشن اسلام کیا رنگت بدل کر رہگیا
کیا خزان آئی چمن کچھ پھول پھلکر رہگیا

لمعہ افگن تھین شعاعین جسکی شرق و غرب مین
حیف وہ خورشید افق مین آج ڈہلکر رہگیا

نور نے کب ساتھ بے روغن دیا کا ہے دیا
یہہ سر مغرب ہی سلگا اور جلکر رہگیا

بسا تہیان سب منزل مقصود کو پہونچے مگر
قافلہ یہہ ایکدو فرسنگ چلکر رہگیا

ہے یہانتک ضعف بے امداد ہل سکتا نہین
قالب بے روح جون سانچے مین ڈہلکر رہگیا

نگہبان کا اسکی طغیانی سے بیڑا پار تہا
وائے کیا فیاض دریا نتھا ابلکر رہگیا

نور کے تڑکے ہر اک رہرو نے اپنی راہ لی
نیند کا ماتا یہی کروٹ بدلکر رہگیا

قوم کی حالت کو بھی تبدیل کرتا ہی رہا
انقلاب چرخ کب آنکھین بدلکر رہگیا

سر کہ بیشانی گردون سے - جو کچھ تہا خم
بادہ جرأت کا ہر سر سے نکلکر رہگیا

جب اُٹھی آندہی ضلالت کی دیار جہل مین
ڈگمگاتے تھے قدم پر کچھ سنبھلکر رہگیا

جسکے سر سودا ہے کچھ دینی حرارت کا دہرا
شمع آسا بزم دنیا مین پگہلکر رہگیا

ی یہان تک بڑھے ہمو کو جوش اس فصل بہار انہین
ی ید بیضا کا دعوی کرتی ہے شاخ گل شب بو
م مسرت سے استغفار زاہد نے قلقل کی صدا سنکر
ت تحیر سا ہوا مجھکو جو گلشن کا سمان دیکھا
ی یہ وہ عشرت ہے سید مرتضی صاحب نے کی حاصل
ی یہ انکے وصف کا بیڑا نہ مجھسے یار ہو اصلا
ب بہی خواہی ہمیشہ اپنی قوم کی جو کہو اٹھاتے ہین
م مراتب ہین یہ جزوی کلکٹری کا ہے مقدر مین
ر رسائی علم کی عالی دماغون سے نہ مخفی ہے
ج جلے حاسد تو کیا غم ہے کہ حق حقدار کو پہونچا
ل لیاقت قابلیت جودت و زور طبیعت مین
ٹ ٹھکانے لگ گئی محنت عزیز و یوسف مطلب
و وہ شمع خاندان ہے آفتاب عزت و شان ہے
و وسیع اوسکی صفت اور پاشکستہ توسن فکرت
س سلامت تا قیامت رہے عزت شان و شوکت ہے
م مبارک انکو ہو اور سب عزیزونکو یہ ممبرشپ
ر رہین سب روسفید احباب انکے ہر زمان فرحت
س سہ مصرع بجز یک مصرع آخر لکھین یکجب

س سراسر نخل باسق ہو گرے تسبیح کا منکا
د دم سحر آج بھرتی ہے صبا کیونکر دم عیسی
ر رداکو رہن مل کرکے قل آج تو بیکا
ض ضحی کیوقت ہر غنچہ چٹخکر مجھسے یون بولا
ص صدارت ممبری کونسل کی بھی کرم فرما
ح حباب آسا ہوئین او ہین وہ علم و حلم کے دریا
م مساکین دوست و غربا نواز ایسا نہین دیکھا
ب بنین گرکن میونسپلٹی محافل کے تعجب کیا
ل لیا معقول او منقول مین حصہ ید طولی
س سلکشن پر لگائے صاد ہر دیدہ مبصر کا
ی یہان کا ذکر کیا سارے دکن مین کوئی کم ہوگا
ی یکایک کاروان ترچناپلی سے جب نکلا
ک کبھی پیر فلک نے نوجوان ایسا نہین دیکھا
ن نہ حد و کد سے کوزے مین سمائیگا کوئی دریا
ل لباس زندگی پہنا کے ہے امید رکھیگا
د دیا اپنی عنایت سے خدا نے جو کہ دینا تھا
ا اگر ہے کچھ حسد کی آگ ہو حاسد کا منہ کالا
م مرے ممدوح کا ہو نام روشن آفتاب سا

مضمون توشیح آنریبل جناب مولوی سید مرتضیٰ احمد صاحب ممبر لیجسلیٹو کونسل مدراس قطعہ تاریخ ممبری مذکور

ہوئے ممبر جو مرتضیٰ صاحب
خوش و خرم ہون اس خطاب پہ مین

شہر کی ان سے آبرو رکھی
دُر لٹاؤن اس آب و تاب پہ مین

سینے پر لگتے ہین دل اعدا
کیون نہ مائل رہون شراب پہ مین

ہین طیورِ چمن ترنم سنج
ہاتھ ڈالون نہ کیون رباب پہ مین

کی ہے لاکھون نے ڈگریان حاصل
ایک کو پایا نہین جواب پہ مین

رای انکی پسند آرا ہے
دون شرف کیون نہ شیخ و شاب پہ مین

لوگ انصاف سے بھٹکتے ہین
اُنہین دیکھا رہِ صواب پہ مین

عمر ہوتی ہے صرفِ خدمتِ قوم
ترس کھاؤن نہ کیون شباب پہ مین

سینکڑون آفتین اٹھاتے ہین
کبھی پایا نہ اضطراب پہ مین

خلق سے خُلق ہے نہ پوشیدہ
کیا لکھون نوٹ مشکناب پہ مین

دشمنون سے ہے دوستی اُنکو
کبھی دیکھا نہین عتاب پہ مین

کل جو تھے دوست آج ہین دشمن
سخت حیران ہون انقلاب پہ مین

ہین وہ دریاے علم قطرہ عدو
معترض کیون نہ ہون حباب پہ مین

نہ چھپا ہے نہ وہ چھپیگا کبھی
پردہ گر ڈالون آفتاب پہ مین

بعد وہ ہین محامدِ ممدوح
کیا زبان میری کس حساب پہ مین

رات تھوڑی ہے او قصہ دراز
تشنہ لب ہوں لب سراب پہ ہیں

سال پوچھیں تو کہئے یوں فرحت
صیاد لکھا ہے انتخاب پہ ہیں

رباعیات

دنیا کی بیوفائی

دنیای دنی کی ہمکو ہستی معلوم
خس پوش اس چاہ کی ہے پستی معلوم
سب پھیر جو جان گذرتے ہیں خالی ہاتھ
اس سفلہ منش کی تنگدستی معلوم

عدم مروت پر اظہار مایوسی

الفت گئی دنیا سے حسد باقی ہے
کافور صداقت ہوئی کد باقی ہے
سب خانۂ اسلام کے ٹوٹے ارکان
سر نام کو یک کلمہ کی سد باقی ہے

قوم پر جان نثاری کرنے اور نکرنیکے نتایج

جو قوم پہ جان اپنی فدا کرتے ہیں
اس نقد کو وہ صرف بجا کرتے ہیں
جو کھوتے ہیں دولت یہ عبث غفلت میں
آخر کف افسوس ملا کرتے ہیں

ہمت و جرأت کا ثمرہ

دنیا سے گئے رستم و کیخسرو و سام
زندہ ہے مگر آجتک ان مردونکا نام
اس رتبہ کو پہونچینگے وہی اہل ہمم
آغاز سے پہلے ہی جو سوچیں انجام

قوم کی خدمت کا انجام

جو قوم کی خدمت مین کمر کستے ہین
کاشانۂ رحمت مین وہ چل بستے ہین
خوش اون سے احد او ہین احمد خرّم
گلزارِ جنان کے اونہین دو رستے ہین

عاقل دنیا کی دولت سے عاقبت مین راحت پاتا ہے

جسنے کیا دین پر زرِ دنیا کو نثار
عقبیٰ کے سفر کا کیا توشہ تیار
پسپا ہوے اس راہ مین اکثر غافل
وہ شاذ ہین منزل پہ جو پہونچے ہشیار

قوم کی افسوسناک غفلت

اسلام کی حالت پہ ہر ایک روتا ہے
ہر قافلہ جاتا ہے تو یہ سوتا ہے
سایہ کیطرح رہزنِ ادبار ہے ساتھ
یہ ہوشکی دولت کو عبث کھوتا ہے

معاونان دین کو دارین مین آرام ملتا ہے

جو دین کی ترقی مین بدل ہین شاغل
حل ہو نکی ہو دارین مین ہر اک مشکل
عقبےٰ مین ملے حور انہین دنیا مین سرور
عشرت ہو یہان عیش وہان ہو حاصل

انسان ضعیف البنیان اور قضائے مبرم

کیا ہم ہین قضا او رقدر کے آگے
وقعت نہ سفر کو ہے حضر کے آگے
ممکن ہے سفر مین بھی حضر کا آرام
تیار کرو توشہ سفر کے آگے

دنیا مین نیکی کا ثمرہ بدی ہے

بدبخت نہ ہم سا ہوگا بحر و بر مین
ہم خیر مین سب کے سب ہمارے شر مین
فرحت کہ ہے آخرت کا مزرع دنیا
ہم ہونگے بخیر وہ بشر محشر مین

سعی کرنیسے دلِ دین کی ہر مشکل آسان ہوتی ہے

ایا جو عدم سے ہاتھ خالی آیا — نے مال نہ کچھ کمال ہمرہ لایا
تحصیل مین جسکی جسنے کی سعی بلیغ — فرحت پھر اوسی نے ثمرہ اوسکا پایا

قوم کے غفلت سے باز نہ آنے پر اظہار افسوس

ہم قوم پہ اپنی حیف روئین کبتک — خامے سے یہ لخت دل پروئین کبتک
دامن سے مٹے نہ داغ غفلت فرحت — ہم خون جگر سے اوسکو دھوئین کبتک

دنیا کی بے ثباتی

رباعی

احباب کو جون صبا گزرتے دیکھا — گلزار جہان سے کوچ کرتے دیکھا
اسنے ندیا کسی ہوا خواہ کا ساتھ — جو مرتے تھے اسپہ اونکو مرتے دیکھا
دنیاے دنی کو باغ فانی سمجھو — سب عیش و نشاط کو کہانی سمجھو
ہمشکل حباب ہے حیات عاری — ہر نقطہ سے جای نکتہ دانی سمجھو

جوان اور بوڑہیکی موتمین فرق

جاتے ہین گل و غنچہ جب آتی ہے خزان — دل تنگ یہ رہی ہے تو وہ خندہ کنان
ہرچند نہ دونون ہون سفر مین فرحت — رکھتا ہے وہ زرا سکی گرہ مین ہے کہان

ایضاً

مرتے ہین جوان و پیر دونون باہم — ناکام یہ کام اوسکے سارے محکم
دونون کا سفر ہو کب مساوی فرحت — ساتھ اوسکے نشاط اس کے ہمراہ ہے غم

ایضاً

دنیا سے گزرتا ہے ہر ایک پیر و جوان — مطلق وہ یہ پابند امید دل و جان

دونون نہ ہون ہمگام سفر مین فرحت
دوش اوسکے سبک اسکے تہ بارگران

مثنوی گلشن فرحت

کس گلستان کے وصف کی ہے دھن
ہے معطر مشام فکر سخن

ق

ڈھونڈھتا ہے گلشن امید
دل ہے ہمرنگ روضۂ جاوید

جی سے افسردگی ہوی شبنم
مرغ رنگ حنا ہے نام الم

جب مضامین باغ گھڑتے ہین
منہ سے خامے کے پھول جھڑتے ہین

بل بے نیرنگ وصف ہم صفا
گلستان کا اثر الیا حنا کا

روکش سرو ہے ہر ایک لکیر
نالہ قمری کا ہے صدای صریر

بحر ہے نہر باغ و شعر اشجار
ٹہنیان لفظ اور معنی بار

صنعتین ساری ہین گل و ریحان
ہوش سایر ہین طایر بستان

روشنائی ہے ابر دریا بار
برق سوزان ہے گرمی اشعار

روشین باغ کی ہین بین سطور
تیتری ہے کہکشان بھی جنکے حضور

جدولین چارسو نہین بیکار
فی الحقیقت یہ باغ کا ہے حصار

جب برعت ہو باعث حیرت
دیکھکر کیا کہون ہو کیا حالت

جاتے ہی آکے ہوگی غش پابوس
دیکھتے ہی پڑیگی ہوش پہ اوس

وہ تڑپ پائے جو سنبھل کے اوٹھے
زندگی مین جنان کی سیر کرے

یہ وہ گلشن کہ دیکھلے رضوان
بھول جائے بہار باغ جنان

سیر سے اسکی باغ باغ ہو دل | بادۂ عیش کا ایاغ ہو دل

باغ کیسا کہ ایک جنت ہے | جای عشرت مقامِ فرحت ہے

جو کوی سائر ایکبار رہوا | وہ بصد جان گلے کا ہار ہوا

اوسکی الفت سے کون ہے آزاد | پا بہ زنجیرِ موج ہے شمشاد

لالہ اوس کی غلامِ داغی ہے | سروِ آزاد ایک باغی ہے

نکہت اوسکی چمن چمن مین ہے | شہرت اسکی ہر انجمن مین ہے

ہر گلستان ہے سرخرو اوس سے | ہر چمن کی ہے آبرو اس سے

ایک پردین ہے خوشہ چین اسکا | فیضیاب اس سے عالمِ بالا

کبھی کویل جو کوک اٹھتی ہے | دل مین عابد کے ہوک اٹھتی ہے

نالے پُر درد ہین وہ بلبل کے | طوطے اوڑتے ہین ہاتھ سے گل کے

ناچتے پھرتے ہین منڈیر پہ مور | دل لبھاتا ہے دہیرون کا شور

سیر سے کرکے اپنا دل ٹھنڈا | لیتی ہے گل کی بو سے کام صبا

جامۂ گل کا کچھ مسک جانا | بلبلون کا وہین سسکنا

سرد آہین صبا کی سر کرنا | اوس غنچون کا ڈر سے منھ بھرنا

کوندہنا بجلیون کا شام و سحر | دہوم مرغابیون کی آٹھ پہر

سر و پر فاختون کا شور اور غل | موج سے مچھلیون کی چھیڑ اور چھل

پھرتی ہے بو ہوا کے گھوڑے پر | روکھ اکڑے ہین دہانے جوڑے پر

سوسن اپنی نکال تیغِ زبان | کرتی ہے قتلِ عامِ اہلِ لسان

کہین نرگس نے چیتونون سے دکہا — اولوالابصار کو دیا رستا

کہین شبو کی بہینی بہینی بو — دے رہی ہے فریب زاہد کو

بُلبل و گل کے ہر طرف جھگڑے — لب دریا سے موج کے رگڑے

دیکہلے یک نظر سمان فی الحال — وجد مین آئے عابد صد سالہ

کیا ہو شادابی زمین تشریح — بار لائینگے دانۂ تسبیح

پیڑ میوون کے ہین لگے صدہا — دو دن مین حیران نرگس شجر کا پتا

واہ کیا ہین سفیدیان کے آم — آم کے آم گٹھلیون کے دام

کہائین گر کافران ناقدر جام — دین و ایمان سے ہون نہ نافرجام

صرف کب نام کو شریفہ ہے — پہل پہلاری مین یہ شریفہ ہے

ذائقے مین ہین اسقدر میٹھے — لب سے لگجائین لب حلاوت کے

ڈالے انگور پر علیل نظر — دو ہین انگور لائے زخم جگر

کوئی مخرور کھائیگا جو کبھی — ہوویگا قبل بلع رو بہ بھی

کھائے گرمان کے پر اثر شلغم — نہین کھائیگا مردم شل غم

کرتہ زہین ہو بہو نارنج — کیا عجب سائرون کو دین پارنج

اک ترش میوون مین کروندا ہے — سرکہ پیشانیون کو روندا ہے

کھائے کٹھل اگر کوئی وہ ہین — خندہ روئی ہوا وسے چین بجبین

گرچہ توام ہے بہار و خزان — پر یہ ہر فصل مین ہے رشک جنان

سیر سے اوسکی سیر کب دل ہو — وہ مدام عیش تازہ حاصل ہو

الفت اوسکی لگی ہے جون لاسا ۔ روز جمتا ہے ایک میلا سا

آم کے تشنگی کی ہے کیا بیداد ۔ شہر ویرانہ باغ ہے آباد

سو ہی باغ آتے ہین پپیکے پرے ۔ بعض کو قرب بعض اوس سے پرے

خاص کو بار عام کو ادبار ۔ یہہ انوکھا ہے آم کا دربار

نہر اک خوشگوار و خوش اسلوب ۔ قرب گلشن روان ہے سمت جنوب

نہر کیا ایک بحر ہے زخار ۔ ابر کے منہہ کا پانی دے جو اتار

دیکھ جیحون بھی اشک بھر لائے ۔ پانی ستلج کے منہہ کا مر جائے

خشک غیرت سے گنگ ہو جائے ۔ ریگ ماہی نہنگ ہو جائے

آب جو کیسی جوی شیر ہے یہہ ۔ پوچھیے سچ تو جوی شیر ہے یہہ

پانی اسکا ہے اسقدر شیرین ۔ گر چکھے کوہکن سے بنے شیرین

خضر پیتا اگر یہ آب حیات ۔ جھیلتا کب صعوبت ظلمات

ق

خوب رو خوش مزہ قوی جثہ ۔ مچھلیون سے ہے پٹ گیا دریا

کوئی ڈھونڈھیگا مہ سے تا ماہی ۔ ہاتھ آئیگی کب نظیر اون کی

گر طبیعت کسیکی للچائے ۔ ماہی یونس کے وقت کی کھائے

جوش زن گر کبھی ہو یہہ سیلاب ۔ شہر سارا ہو ایک قطرۂ آب

طے نہ مرغابیون کا بیڑا ہو ۔ ایک ہی موج مین نبیڑا ہو

گر جو اسل نظر کرے گرداب ۔ ہو سفینہ جو اس کا غرقاب

رعد کا زہرہ آب ہو جائے ۔ پانی پانی سحاب ہو جائے

سیرِ گلشن کو پانی گر آئے
پانی تب گلستان پہ پھر جائے

پھر نہ گل ہے نہ زر نہ زیرہ ہے
صرف پانی پہ اک جزیرہ ہے

رُت مین برکھا کی بُرج آب کے بیچ
بحرِ حیرت کا ایک حباب ہے بیچ

آب بھادون سے ٹوٹ جاتا ہے
سیل کا ساتھ چھوٹ جاتا ہے

ہاتھ دھوتا ہے پس بہ آسانی
پانی سے باغ باغ سے پانی

طبعِ نہر و چمن بحال ہو پھر
رطب و یابس مین اعتدال ہو پھر

طرفہ تر باغ مین بندھا ہے سمان
آئے چھپ چھپکے دیکھنے رضوان

کیا لکھون مین کہ کیا نہین کیا ہے
ٹھاٹ عشرت کا سب مہیّا ہے

سُنبلہ باغ و برج حوت ہے جو
کیون نہ سائہ یہان ہو ہر ہر دو

شام مین کھرّا اور سحر مین پھہار
دور کرتی ہے آکے دل کا غبار

کون گلشن سے جائے جھاڑ کے ہاتھ
جائین سب چلتے ہاتھ گل کے ساتھ

وصفِ گلشن نہ ہوگا مجھسے ادا
گر زمانہ کسیقدر ہو قضا

اب جنابِ خدا مین سر کو جھکا
ہاتھ اٹھا کر یہ کر رہا ہون دُعا

اے بہار حدیقۂ امکان
تجھسے سبز بوستانِ جہان

گل و گلزار سرخ رو تجھسے
ذرہ ذرہ دار سرخرو تجھسے

ذات تیری ہے بے عدیل و قدیم
خالق و قادر و غفور و رحیم

مین سیہ کار ہون تو ہے ستار
مین گنہگار ہون تو ہے غفار

پھر مزاج ہے علالتِ سری
ناوکِ کافکی ہے خطا میری

باغبانِ قدم ہے نام ترا
ملتجی تجھ سے ہیں شام وپگاہ
پھوٹ ایکا ہے نام کو توام
ہو حسد حاسدون سے کوسون دور
سینہ کینے سے مومنون کا ہو پاک
ہے مضی ما مضیٰ ۔ ترے فضال
لطف سے گر نہ تو پھرائے دن
جون صبا روز سیر باغ ملے

نظمِ گلزارِ کن ہے کام ترا
ہمکو دے اتفاق یا اللہ
یان کے ایکا کا نام ہے شبنم
اور عداوت عدو سے ہو کافور
دور گلشن سے ہو خس وخاشاک
ہووین شامل بجانِ استقبال
کیون ترقی نہوگی آئے دن
شکلِ لالہ نہ دل کو داغ ملے

پھولے فرحت کا کیون نہ نخلِ مراد
بمحمد و آلہ الامجاد

تاریخات موصولہ ہموطن حضرات

قطعہ تاریخ منترشحہ خامہ فضیلت ختامہ عالی جناب تقدس مآب مجمع الفضائل منبع الفواضل قبلہ گاہی حضرت مولانا مولوی شاہ غلام محمد صاحب قادری المتخلص بہ خوشگو مدظلہ العالی

سرسبز کرد فرحتم این گلشن سخن
تا مدتِ حیات شود علمش اوج گیر
عمرش طویل ونیر اقبال وعز وجاہ

آن نونہال را ابر عشرت حصول باد
رحمت پس ممات برو حشن نزول باد
رخشندہ تر مدام بحق بتول باد

این طرفه ارمغان اقانیم حمد و نعت	مقبول بارگاہِ خدا و رسول باد

خوش گو چو جست سال خرد گفت ناگہان
تاریخ طبع تحفۂ فرحت قبول باد
۱۳۰۶

قطعہ تاریخ نوک ریز قلم بلاغت رقم صدر نشین چارbalش فضل و کمال آفتاب سپہر جاہ و جلال افصح الفصحا ابلغ البلغا حضرت مولانا مولوی شاہ سید علی حسن صاحب قادری المتخلص بہ کاشف دام برکاتہ متوطن ترچناپلی

جنابِ فرحتِ نیکو سیر ستودہ خصال	کہ ہست شاعرِ شیرین سخن بلند خیال
لبیق و معدنِ اشفاق منبع الاخلاق	ذکی و تیز مزاج و فصیح و خوش اقبال
ز فرطِ شوق چو ترتیب داد دیوانے	بہ نعت و مدحِ حبیبِ خدای ذی الاجلال
کہ عمدگیِ مضامین و طرزِ تحریرش	پسندِ خاطرِ اربابِ فہم و اہلِ کمال

بجانِ طبع چنین کلک زد رقم کاشف
زہے نتیجۂ طبع مبین فرحت سال
۱۳۰۶

قطعہ تاریخ ریختہ کلک انجم سلک سر دفتر سخنوران زمان خجلت دہ حسان و سحبان مجمع الحسنات منبع البرکات حضرت مولانا مولوی شاہ محمد حسین صاحب قادری الشطاری المتخلص بہ رخشان دام برکاتہ متوطن ترچناپلی

صد شکر رب اکبر یعنی یادگار خود را — در سلک نظم رنگین فرحت بہ ناگہ درسفت

فرخ‌شان چو جستجوی تاریخ بود دانست — سن ـ یادگار فرحت با انشا دل گرفت

١٣ ٢٦

ایضاً

چو شایع کرد یک گلدستہ نظم — جناب فرحت از افضال بیچون

فرخ‌شان بلبل گفت سالش — کہ فرحت باد گلدستہ ہمایون

١٣ ٢٦

ایضاً فصلی

یادگار اپنا خدا کے فضل سے — کردیا فرحت نے شایع جس زمان

سال فصلی کا یہ فرخ‌شان نے لکھا — یادگار فرحت رنگین بیان

١٣ ١٧

قطعہ تاریخ رقمزدۂ خامہ فصاحت شمامہ ناظم فصیح اللسان

مورخ شیرین بیان جناب محمد فرید الدین صاحب المتخلص فرید چیتاپوری

چون فرحت شیرین مقال و نکتہ سنج بیمثال — شایع نمود مجمع نظم پسندیدہ روزگار

تاریخ مسعود اشاعت ناگہان طبع فرید — گفتا المقبول خاص و عام باد این یادگار

١٣ ٢٦

ایضاً

شاعر شیرین سخن منشی بہاء الدین نے جب — شائع چھپوائی اپنی طبعزاد آبدار

ناگہاں پیر فلک نے دی ندا سال ای فرید — لکھ کہ فرحت کو مبارک ہو و نیکو یادگار

١٣ ٢٦

ایضاً فارسی

كنون ديوان فرحت گشت مطبوع ۔۔۔ چون احباب را باشد مسرت
فريد از بلبل دل سال بشنيد ۔۔۔ بهار گلشن زيباى فرحت
۱۳

ايضاً عيسوى

نظم دلچسپ و دلكش خود طبع ۔۔۔ گرو چون فرحت ستوده اشعار
بهر تاريخ عيسويش فريد ۔۔۔ گفت مرغوب طبع ياد اشعار
۱۹

ايضاً فصلى

فرحت چو نمود طبع اشعار ۔۔۔ شد شاد دلم ازين اشاعت
فصلى سن او فريد گفته ۔۔۔ شد طبع چه يادگار فرحت
۱۳

ايضاً اردو

فرحت نے چھپائے كيا ہى اشعار ۔۔۔ پڑھنے سے ہو جان و دل كو راحت
سال اسكا فريد نے لكھا يہ ۔۔۔ شايع ہوا يادگار فرحت
۱۳

قطعه تاريخ چكيدهٔ خامهٔ بلاغت ختامهٔ ناظم نازک خيال شاعر شيرين مقال سخن سنج بےعديل و نظير حضرت محمد قاسم حسين صاحب شهيد ظله العالى ساكن چناپلى

شكر حق اين حضرت خوش گو ۔۔۔ وه چه اشعار پر فصاحت گفت
مثنوى گفت تازه و رنگين ۔۔۔ قطعه پر نغز و پر لطافت گفت
نظم فرحت بصدق دل چو شنيد ۔۔۔ آفرين هر كس از بشاشت گفت
نغمهٔ اى شميم فرحت ! ۔۔۔ اينچه اشعار پر حلاوت گفت

خاطرم سال از سر بہجت
گلشن یادگار فرحت گفت

ایضاً اردو

فرحت نے فضلِ حق سے کیا یادگار لکھا
نعتِ شفیعِ امت لکھکر بصد ارادت
ہر ایک بند اسکا گر بند نیشکر ہے
مضموں ہے تازہ تازہ نادر ہے ہر قصیدہ
دیتا ہوں ہیں بشارت ای عاشقانِ حضرت
ناگہ شمیمِ سن یوں بولا بدل عطارد

زندہ ہے نام اسکا دنیا مین تا قیامت
فرحت نبی کی ہے حاصل اسکو سعادت
شیر و شکر کی ہر ایک مصرع مین ہے حلاوت
اشعار سے ہویدا فرحت کی ہے فصاحت
پڑھنے سے شعر فرحت ہو دل قرین عشرت
وہ لاجواب بے شک ہے یادگارِ فرحت

ایضاً عیسوی

فرحت فزائے شعرا ہے یادگارِ فرحت
فرحت نے کیا ہی لکھے اشعار پُر فصاحت
ہے یادگارِ فرحت ہمرنگ باغِ جنت
جب تک رہیں فلک پر تابندہ ماہ و اختر

اہلِ سخن کو حاصل ہو کیوں نہ اس سے فرحت
ہے دل سے آفرین خوان ہر صاحبِ لیاقت
دنیا مین یہہ رہیگا سرسبز تا قیامت
ہو اوج گیر یارب فرحت کا نجمِ عزت

تھی سال عیسوی کی خواہش شمیم مجکو
دل نے کہا۔ بسا خوش ہے یادگارِ فرحت

قطعۂ تاریخ چکیدۂ قلمِ اعجاز رقمِ سر دفتر سخنوران معنی گستر برگزیدۂ کاملان

ہنر پرور رونقِ بزم شعرائی جدید و قدیم جناب سید عبد الکریم صاحب المتخلص بہ کریم تلمیذ جناب کاشف دہلوی

تائیدِ ایزدی سے چھپا واہ اند نون
دیوان جنابِ فرحتِ والاصفات کا

کیا ہی فصیح نظم ہے دل جسپہ لوٹ پوٹ
سحبان دہان گو رہے بول اٹھے مرحبا

مضمون بلند اور معانی ہیں پر فروغ
جلوہ زمینِ شعر میں ہے کوہِ طور کا

یہ خوبیِ کلام یہ رنگِ قبولیت
اللہ کی ہے رحمتِ خاص اور عطا

سچ ہے ہر ایک کو یہ سعادت نہیں حصول
توفیقِ نعت پاک ہے تائیدِ کبریا

اہلِ لسان کے ہاتھ سے طوطے اڑا دیے
کیا اوراو سیکے زورِ طبیعت کا دون پتا

اعداد کا سرِ شمار لکھو سال ای کریم
دلکش کلامِ فرحتِ معجز بیان چھپا

ایضاً

مجموعہ چھپا فرحتِ خوش فکر کا نایاب
صد منّتِ لطف و کرم حضرتِ یزدان

اس ہمتِ عالی پہ ہزار آفرین تعریف
ممدوحِ خداوند جہان کی نہ تھی آسان

ہو مژدہ کہ طے آج ہوئی راہِ مشقت
نکلا بڑے ارمان سے مدّاح کا ارمان

یہ لطفِ زبان اور خداداد طبیعت
ہین جسکے معترف اہلِ لسان اور سخندان

اللہ رے - اہلِ نظر اسکی کرین قدر
کحلِ بصرِ دیدۂ عالم ہو یہ دیوان

ہے محبتِ ایمان شہ کونین کی الفت
مومن کو ہے مدحت بخدا قوتِ دل و جان

فرحت کے مقدر تھی لکھی فرحت جاوید — ہے دفترِ مدحت سندِ روضہ رضوان
تھا بسکہ گران عشقِ پیمبر کی بدولت — ق — مداح نے سودا یہ خریدا بہت ارزان

آئی یہ ندا از پئی تاریخ کریم آج
ہاتف سے کہ فرحت کا چھپا نعتیہ دیوان

ایضاً فارسی

یگانہ گوہرِ بحرِ فصاحت — سخن سنج عدیم المثل دوران
جنابِ فرحتِ خوش فکر بنوشت — چو در نعتِ شہ کونین دیوان

کریم از بہر سالِ طبع کلکم
رقم زد کلیاتِ فرحت عنوان

ایضاً عیسوی

فرحتِ عالی طبیعت کا ہوا مطبوع جب — دفترِ نعتِ حبیبِ خالق عزّوجل
بہر سالِ عیسوی بے ساختہ دل نے کریم — کہدیا ہیں نعتیہ اشعارِ فرحت بے بدل

قطعہ تاریخ از نتیجہ افکار شاعر شیرین بیان ناظم فصیح اللسان سخنور عجیب و غریب جناب محمد ابراہیم صاحب خطیب ساکن ترچناپلی

فرحت پہ فضلِ حق سے اس باغ کن فکانین — گلدستہ سخن کو جب رنگِ طبع بخشا
اعدا کا سر قلم کر کلکِ خطیب نے سن — منظوم یادگار زیبا چھپی ہے۔ لکھا

ایضاً

یادگار فرحت بے مثل جب — چھپ گیا ہمکو ہوی فرحت مزید

روبرو فرحت کے کہدو سن خطیب — آپکو ہو یادگار خوش سعید

ایضاً

خدا کی عنایت سے فرحت نے جب — کئے طبع اشعار سب خوش ہوے

لکھی سن خطیب از سر انبساط — کہ پاکیزہ اشعارِ فرحت چھپے

قطعہ تاریخ طبع از نتائج افکارِ گہربار شاعر نازک خیال ناظم عدیم المثال سخنور لیاقت آگین جناب محمد شمس الدین صاحب المتخلص بہ شمس ساکن ترچناپلی

شد طبع چو یادگار فرحت — گردید دلم قرین عشرت

ارقام نمودہ شمس سن باد — زیبا گلِ گلستانِ فرحت

ایضاً

فرحت خوشگو ز افضال خدا — چون مرتب کرد این مجموعہ را

سال ترتیبش مسیحی گفت شمس — یادگار فرحت خوشگوے ما

ایضاً اردو

نعتیہ دیوان مرتب کر چکے — فرحت دیباچہ و عالی افتخار

لکھی مسیحی سال ترتیب اسکا شمس — فرحت خوشگو کا ہے یہ یادگار

قطعہ تاریخ ریختہ کلک جواہر سلک شاعر عذوبت بیان جناب محمد عبد السبحان صاحب کمندان ترچناپلوی

سخنورِ نامدارِ دوران جناب فرحت کی ہے کیا خوب — بفضلِ حق طبع اپنی نظمِ گہر فشان اور پُر فصاحت
خیال تاریخ آیا سبحان کو جب ندا دی فلک نے ناگاہ — لکھو بس فضلی اسکا مطبوع ہو گئی کلیات فرحت

ایضاً

صد شکرِ ربِ ذوالمنن اشعارِ گوہر بارِ خود — ہر گاہ شائع کرد فرحت شاعرِ نازک خیال
سالِ اشاعت جست سبحان ناگہان مرغ دلم — زیبا بہارِ گلشن فرحت بباد ا گفت سال

قطعہ تاریخ از نتیجہ افکار گہر بار سخنور ذیجودت جناب سید قدرت اللہ صاحب المتخلص بہ قدرت ساکن ترچناپلی میونسپل انسپکٹر

ہزار شکرِ خدای یکتا کہ جسکے فضل عمیم سے آج — ہوا ہے مطبوع یادگارِ سرور فرحت فزای فرحت
خیال تاریخ آیا جسدم کہا یہ پیرِ خرد نے ناگاہ — لکھو چھپا یادگارِ منظوم لاجواب اسکا سال قدرت

ایضاً فارسی

بے مثل یادگارے ناگاہ کرد مطبوع — از فضلِ ربِ بیچون چون فرحت نکو فال
آمد ندا ز پیرِ چرخِ برین کہ قدرت — گو نسخہ فصاحت زیبا بود پی سال

ایضاً اردو

جب ہو گیا یادگارِ فرحت مطبوع — از فضل و عنایت خدائے معبود

قدرت نے پی سال آئی ہاتف سے ندا	لکھہ ہے چھپو یادگار فرخ مسعود

قطعہ تاریخ از فکر شاعر عدیم المثال سخنور باکمال عالی گہر جناب حکیم غلام محمد صاحب تخلص برتر

جب چھپگیا یادگار فرحت	مسرور ہوا دل احبا
برتر نے کہا دعائیہ سال	ہو نظم طرب فزا و زیبا

ایضاً

حبذا یادگار فرحت کا	طبع جبدم کرم سے حق کے ہوا
با دل شاد کلک برتر نے	مجمع بے نظیر سال لکھا

ایضاً فصلی

شد طبع چو یادگار فرحت	احباب شدند شاد ہمہ
برتر پی سال فصلی او	گفتہ دلچسپ نظم گردد

قطعہ تاریخ از نتیجہ افکار شاعر رنگین بیان سعادت و لیاقت نشان محمد شرف الدین صاحب کمندان المتخلص بہ شرف خلف الرشید جناب فرید

کرم و عنایت بیکران خدائے عزت و جاہ سے	ہوا زیب طبع یہ یادگار جناب فرحت ذی جاہ

شرف اسطرح کہو روبروے جناب منشی منظیر | کہ ہو یہ اشاعت یادگار مبارک آپ لوبھر سال

ایضاً فصلی

جناب فرحت شیرین بیان نے یادگار اپنا | چھپایا جب ہوی احباب کو حدسے فزون فرحت
لکھا کلک شرف نے یون سنِ فصلی منقوطہ | کہ ہو جاوید یارب یہہ بہار، وضعہ فرحت

قطعہ تاریخ از نتایج افکار سخن سنج بے نظیر منشی والا تدبیر ناظم لاجواب جناب عبدالوہاب صاحب المتخلص بہ وہاب چناپلوی

چو فرحت کرد شایع نظم دلکش | ز فضل بیکرانِ ربِ یکیت
دعائیہ سنِ او گفت وہاب | پسند قلب باد این نظم زیبا

ایضاً اردو

چھپوایا دیوان اپنا فرحت نے بطور یادگار | احباب کا دل جسکے پڑہنے سے نہایت خوش ہے
سالِ اشاعت اسکا لکھا خامہ وہاب نے | پاکیزہ اچھا مجمع اشعار نعتیہ چھپا

قطعہ تاریخ ریختۂ خامہ عنبر شمیم شاعر خوش اسلوب جناب شاہ محمد یعقوب صاحب حکیم تخلص یعقوب چناپلوی

ہوی اندنون نظم فرحت جو شایع | ہو مقبول الٰہی زمہ تا بما ہی ہ
ندا ہے سن بلبل دل سے یعقوب | کہ گلدستۂ عمدۂ فرحت آئی

ایضاً

منشی فری کرم نے باطرز نیک و دلکش
کی طبع جب دم اپنی نظم سرور افزا
یعقوب کی زبان اقدس سے ہاتف غیب
بولا کہ۔ یادگار فرحت نشان۔ سن اسکا

ایضاً فصلی

خدا کے فضل سے فرحت نے کی طبع
جب اپنی نظم گوہر بار بے مثل
کہا یعقوب نے یوں سال فصلی
کہ۔ اچھا مجمع اشعار بے مثل

قطعہ تاریخ چکیدۂ کلک جواہر سلک معدن فضل و کمال مخزن جاہ و اقبال

جناب محمد غوث صاحب تخلص غوث

فرحت رنگین بیان چون کرد شایع یادگار
خاطر احباب و خویشان گشت از بس شاد و خوش
غوث خوشدل گفت ناگہ از زبان انبساط
یادگار بے بہا مسعود فرحت را بسنش

ایضاً

صد شکر یادگار فرحت ہوا ہے مطبوع
کیونکر نہ ہو وے دل کو سب کے سرور فرحت
آئی ندا فلک سے اسطرح سال اے غوث
لکھدو۔ فرح فزا ہو یہہ یادگار فرحت

ایضاً

کیا طبع فرحت نے جب یادگار
عدیم النظیر و عدیم المثال
لکھا خامہ غوث نے ناگہان
زہے یادگار خجستہ۔ ہے سال

قطعہ تاریخ از نتایج افکار منبع عقل و شعور سعادت و اقبال نشان محمد نور اللہ صاحب سکندران ساکن ترچناپلی

شدہ مطبوع دیوان جناب فرحت والا	دل ہر کس چو شادان شود از خواندنش بیحد
صدا از بہر سالش از لب ہر آدمی ای نور	کہ دیوان بدیع الدین فرحت طبع شد - آمد

ایضاً

چو شایع کرد فرحت مجمع اشعار فرحت را	خوشی و خرمی گردید حاصل خاطر ما را
رقم زد خامۂ نور این چنین از بہر سال طبع	کہ شایع گشت دیوان بدیع بے بدل یارا

قطعہ تاریخ ریختہ کلک سخن سنج ذی جودت شاعر عالی فطرت سعادت ولیاقت آگین سید غلام محی الدین صاحب نصرت ہاسپٹل اسسٹنٹ متوطن ترچناپلی حال مقیم کو یمتور

شایع چو کرد فرحت این مجمع سخن را	با صدق شد فدای طرز سخن سخندان
حسان اگر بشنود ہر مصرع بلیغش	گردد بصد بشاشت از گو آفرین خوان
این طرفہ ارمغان گلزار نعت احمد	از فضل چشم دارم سازد قبول سبحان

در جستجوی سال طبعش چو بود نصرت
آمد ندا ز ہاتف سر خوب یاد دیوان

اطلاع ضروری

جمیع مشتریان سخن شناس و خریداران لیاقت آساس کو معلوم ہو کہ اس گلزار ہمیشہ بہار مجموعۂ فصاحت و بلاغت یعنے یادگار فرحت کو کوئی صاحب بغیر اجازت اس مشتہر کے قصد طبع نکرین نفع خلیل کیلیے نقصان عظیم نہ اٹھاٸین کیونکہ کل حقوق مصنف کتاب نے مشتہر کو عنایت فرما جتنے کتب درکار ہو بصیغۂ وی پی منگواٸین کتب فروشون اور کمیشن ایجنٹون کی اجرت یا تصفیہ خط و کتابت سے طے ہو سکتا ہے۔ قیمت بہ امید توسیع اشاعت بلا محصول ڈاک صرف مقرر ہے۔

المشتہر

محمد مولانا
خلف جناب محمد حسن الدین صاحب
ساکن تحصیل [illegible]